شخص غیر قرار دیا ہے۔ اور یہہ فارسی و اردو مین درست ہے۔ قاعدہ ہوتا ہے
کہ کسی شخص کے مرنے کے بعد اُس کے دوست اور احباب اُسکی نیکیان
اور نیک خواہشات اور اچھی باتین یاد کر کے افسوس کرتے ہین اور اس سے
اونکا منشا یہہ ہوتا ہے کہ آخرت مین اللہ تعالی اُس میت کا مرتبہ بلند کرے
اور دنیا مین جو محرومی ہوی ہے اسکا بدلہ آخرت مین ملے

یک ذرہ زمین نہین بیکار باغ کا	یان جادہ بھی فتیلہ ہے لالہ کی داغ کا

اس شعر کو مشکل با معنی کہہ سکتے ہین۔ یہان مصنف کا طائر خیال اسقدر
بلند ہوا ہے کہ نظرون سے غائب ہوگیا ہے گویا معدوم و فنا ہوگیا ہے
بہر حال نہایت خوض و غور کے بعد یہہ معنے میرے ذہن مین آتے ہین کہ
شاید اس شعر مین دنیا کی بے ثباتی کا مضمون لکھا ہے یعنے اہل دنیا کی
عبرت پذیری اور نصیحت یابی کے لئے باغ کی زمین کا ایک ذرہ بیکار نہین
ہے باغ مین جو راستہ ہے جسپر لوگ خوشی خوشی سے باغ کی سیر کے مزے
اُڑاتے ہوے چلتے پھرتے ہین اگر غور کیجئے تو یہہ جادہ داغ لالہ کا
فتیلہ ہے یعنے یہہ جادہ اس بات کو روشن کر رہا ہے اور بتا رہا ہے
کہ دنیا عیش و عشرت کی جگہ نہین ہے بلکہ عشرت پرستی دنیا کا حاصل داغ
ہے اور داغ بھی خاص لالہ کا داغ جو کبھی منقطع اور علیحدہ ہو نہین سکتا۔
ظاہر ہے کہ داغ لالہ ہمیشہ لالہ کے ساتھہ ہی رہتا ہے اور لالہ حالانکہ باغ مین ہے
مگر داغدار ہے اور یہہ طرفہ ماجرا ہے کہ جو خوشی شب و روز باغ مین جو عیش

وعشرت کی جگہہ ہے رہے اور پھر واغدار بھی ہو - آخر اس داغداری کی کوئی وجہ خاص ہو گی - فتیلہ روشنی کے لئے ہوتا ہے اور فتیلہ سے تاریکی دور ہوتی ہے اور وہ تاریکی مین اشیا کو دکھاتا ہے - یہان فتیلہ سے مراد فتیلۂ روشن ہے نہ کہ فتیلہ خاموش - مطلب یہہ کہ دنیا بے ثبات ہے اور عیش وعشرت کی جگہہ نہین - دیکھو لالہ جو باغ مین ہے وہ خود داغدار ہے اور باغ کا جادہ اس بات کو دکھانے کیلئے اہل نظر کی آنکھون مین فتیلۂ روشن کا کام دے رہا ہے - جادہ کو فتیلہ کے ساتھہ تشبیہ دی ہے اور وجہ تشبیہ درازی ہے جو جادہ اور فتیلہ دونون مین مشترک ہے - یہہ شعر کوہ کندن وکاہ برآوردن کا مصداق ہے -

بے مے کسے ہے طاقت آشوب آگہی	کھینچا ہے عجز حوصلہ نے خط ایاغ کا

آگہی = ہوشیاری - یعنے بغیر شراب کے آشوب ہوشیاری کی طاقت کسی کو نہین ہے مطلب یہہ کہ ہم کو بغیر شراب کے ہوشیاری حاصل نہین ہوتی جب ہم شراب پیتے ہین تب کام کرنیکی یا شعر کہنے کی قوت اور طاقت ہم کو حاصل ہوتی ہے مسعود سعد شراب کی تعریف مین فرماتے ہین

بخواہ آن طبع را قوت بخواہ آن کام را لذت ✤ بخواہ آن چشم را لالہ بخواہ آن مغز را عنبر ✤ شراب کا مقوی طبع ہونا اس شعر سے ثابت ہے - چونکہ آزاد منش اور بے پروا لوگ ہوشیاری کو بری چیز جانتے ہین لہذا ہوشیاری کو آشوب کہا ہے - آشوب یعنے فتنہ وفساد وہنگامہ - کھینچا ہے عجز

حوصلہ نے خط ایاغ کا — یعنے شراب نہونے سے حوصلہ عاجز ہوگیا ہے ۔

بلبل کے کاروبار پہ ہین خندہ ہاے گل	کہتے ہین جسکو عشق خلل ہے دماغ کا

بلبل کے کاروبار پہ ہین خندہ ہاے گل = یہہ مصرع ردیف لام مین بھی آیا ہے
اس شعر کے یہہ معنے ہین کہ بلبل کی عشقبازی اور نواسازی پر گل ہنستے ہین اور
بلبل اس بات کو سمجھتا ہی نہین اور اپنے کاروبار سے جو عاشقی و نغمہ گری ہے
باز نہین آتا تو اُسکے عدم فہم کیوجہ سے یہہ ثابت ہوا کہ بلبل عاشق مزاج کا
دماغ صحیح نہین ہے اور عشق و عاشقی خلل دماغی کا نام ہے ۔ کیونکہ ہوشیار
ہوتا تو اپنی تضحیک و رسوائی کو پسند نکرتا اور ترک عاشقی کرتا۔ اس شعر مین
یہہ بات بیان کی ہے کہ عشق بری چیز ہے اور برخلاف اہل عرفان کے
عشق کی مذمت کی ہے ۔ میرزا نے اور ایک جگہہ عشق کی توہین کہی ہے ؎
عشق نے غالب نکما کردیا ÷ ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ÷ کتاب
سلّم الادب مین لکھتے ہین کہ فیثاغورس حکیم نے عشق کی تعریف مین کہا ہے
عشق خاصیت طبعی ہے کہ دل مین پیدا ہوجاتی ہے ۔ حرکت کرتی ہے
اور بڑھتی ہے اور پھر پرورش پاتی ہے ۔ اور حرص کے بہت سے مادے
اس کے ساتھہ جمع ہوجاتے ہین اور جتنی زور پر آتی ہے ۔ اُتنی ہی صاحب
عشق کی گھبراہٹ اور دلبستگی ۔ درازنفسی طمع کی آرزون کا سوچ جستجو کی
حرص طول کھینچتی ہے یہانتک کہ غم پر اضطراب تک نوبت پہنچ جاتی ہے
خون بدن مین اسوقت جل جاتا ہے اور مادہ صفراوی بھڑک کر سوداے

تبدیل ہو جاتا ہے۔ سودا کی طبیعت میں فساد فکر داخل ہے اور فساد فکر
کے ساتھہ ہی زوال عقل ہوتا ہے۔ اور ناممکن بات کی امید۔ آرزوے
بے انتہا۔ یہانتک کہ یہہ جنون کو نوبت پہنچا دیتی ہے۔ اکثر ایسے وقت
میں عاشق نے اپنے تئین مار ڈالا ہے۔ اکثر غم کے مارے مر گیا ہے۔ اکثر
معشوق کیطرف دیکھا اور شادی مرگ ہو گیا۔ اکثر ایک ٹھنڈی سانس لیا ہے
اور دم گھٹ کر رہ گیا ہے۔ ۲۴ گھنٹے تک اسطرح رہا ہے کہ لوگ جانتے ہیں
مر گیا۔ اُسے دفن کر دیتے ہیں مگر وہ زندہ ہوتا ہے اکثر اوپر کو سانس
لیا ہے۔ دم غلاف دل میں گھٹ جاتا ہے۔ دل اُس پر چمٹ جاتا ہے
کہ پھر نہیں کھلتا یہانتک کہ مر جاتا ہے۔ اور تو اُسے دیکھے گا کہ جس پہ
عاشق ہے جب اُسکا ذکر کیا جاے تو لہو اُسکا ہٹ جاتا ہے۔ اور
رنگ بدل جاتا ہے شیخ ابن سینا کہتا ہے کہ عشق ایک
وہم فاسد کا مرض ہے جیسے دیوانہ پن کہ بعض صورتوں اور عادتوں
کے اچھا ہونے پر دل کو قایم کرکے انسان اس مرض کو خود اپنے
اوپر لیتا ہے کبھی اس کے ساتھہ ہوس جماع کی بھی ہوتی ہے اور کبھی
نہیں ہوتی صحراے عرب کی ایک عورت نے کہا کہ عشق ٹھری ہوی چیز
کے ہلا دینے اور ہلی ہوی چیز کے ٹھرا دینے کو کہتے ہیں۔ بعض اہل
ادب نے کہا ہے کہ جنون قسم قسم کا ہے۔ ایک قسم اسمیں سے عشق بھی
ہے قاموس میں ہے کہ عشق پیار کرنے والے کا گھمنڈ کرنا ہے
اپنے پیارے پر۔ یا محبت کا بیحد ہونا۔ پاکدامنی کے ساتھہ بھی ہوتا ہے

اور ناپاکی کے ساتھہ بھی - یا اُس کے عیوب سے عقل کا اندھا ہوجاتا ہے
یا ایک مرض وہی ہے کہ بعض صورتون کے اچھا سمجھنے پر دل لگا کر انسان
اُس مرض کو آپ اپنے سر لیتا ہے - عَشِقَہٗ جیسا عَلِمَہٗ عِشقًا بالکسر اور
بالتحریک (یعنے دونو زبرون سے) ہے - مرد عاشق اور عورت عاشق
بھی اور عاشقہ بھی اور تعشّقہ یعنے وہ بناوٹ سے عاشق بنا - اور
سِکِّیت کے وزن پر ہو تو بڑا عشق والا -

تازہ نہین ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے	تریاکیِ قدیم ہون دودِ چراغ کا

یعنے زمانۂ قدیم سے دُودِ چراغ کی تریاک کہایا کرتا ہون - یعنے رات بھر
اور تمام شب چراغ سامنے رکھکر فکر کرکے اشعار کہتا ہون - دودِ چراغ
خوردن فارسی کا محاورہ ہے اور مرزا نے یہہ مضمون اسی محاورہ سے
اخذ کیا ہے - تریاکی = منسوب بہ تریاک ہے جیسے افیون کہانے والے
کو افیونی کہتے ہین اسیطرح تریاک کھانے والے کو (تریاکی) کہاہے
اور اسیطرح شرابی و کبابی وغیرہ الفاظ آئے ہین - شرابی یعنے شراب
پینے والا - وَفِقْ عَلٰی ھٰذَا - افیونی و تریاکی و شرابی و کبابی کی
یا یائی فاعلی ہے تریاک = پازہر -

بے خونِ دل ہے چشم مین موجِ نگہ غبار	یہہ میکدہ خراب ہے مے کے سراغ کا

قائل نے خونِ دل کو شراب اور چشم کو شراب خانہ قرار دیا ہے - یہان خراب کا

لفظ ایہامی لفظ ہے کیونکہ خراب بمعنی مست و ویران آیا ہے۔ بمعنی اول یعنے مست کے لحاظ سے یہہ لفظ میکدہ اور مے کے ساتھہ مناسبت رکھتا ہے۔ کیونکہ شراب مستی آور اور مست کرنے والی چیز ہے۔ اور اس شعر مین معنی ثانی یعنے ویران مراد ہے۔ غبار مین حرف با ہے لہذا بے اور با صنعت تضاد ہے۔ حاصل شعر یہہ کہ ہماری آنکہہ خون دل کی تلاش کر رہی ہے یعنے خون رونا چاہتی ہے۔

باغ شگفتہ تیرا بساط نشاط دل	ابر بہار خمکدہ کس کے دماغ کا

باستثنا وثوق صراحت کے اس شعر کے معنے کل شارحون نے غلط لکھے ہین۔

وہ مری چین جبین سے غم پنہان سمجہا	راز مکتوب بہ بے ربطی عنوان سمجہا

یعنے معشوق نے میرے چین جبین کو دیکھکر یہہ سمجہا کہ مین غمگین ہون۔ دوسرے مصرع مین سمجہا کی جگہہ فہمید لکھدیجئے تو سالم مصرع فارسی بنجاتا ہے۔ مصرع راز مکتوب بہ بیربطی عنوان فہمید۔ بعض کاتبون نے بہ کو پہ یعنے پر کا مخفف لکھدیا ہے جس سے دوسرا مصرع بے معنے ہوگیا تہا یہہ بہ تعلیل کے لئے یعنے بمعنی از آیا ہے۔ بہ بیربطی عنوان یعنے بسبب بے ربطی عنوان کے سمجہا کا فاعل معشوق ہے۔ غم پنہان یعنے غم دل۔

بدگمانی نے نہ چاہا اسے سرگرم خرام	رخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیران سمجہا